

اس کے بعد اسی عبدالرحمن الاطل نے قرطبہ میں ایک محل بنوایا تھا جس کا نام "قصر الزہرا" تھا جسے آج اس کا نام ویشاق بھی مل چکا ہے۔ ۹۴۰ء کے قریب عبدالرحمن سوم الناصر نے اسپین میں اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے بعد قرطبہ خیرگے ایک محل میں خلیفہ کا ایک چھوٹا سا شہر تعمیر کروایا جس کو مدینۃ الزہرا کہا جاتا ہے۔ الزہرا اصل میں عبدالرحمن سوم کی سب سے زیادہ محبوب بیوی کا نام تھا۔ اسی کے نام پر مدینۃ الزہرا کے پھول بیج عبدالرحمن سوم نے اپنے لئے ایک خاص محل بنوایا جس کو قصر الزہرا کہا جاتا ہے۔ اس کی تعمیر کے واسطے فرانس اور اٹلی کے معماروں کو بھی بلایا گیا تھا اور اس کی دیواروں اور چھتیوں کو رنگین تصویریں اور نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا تھا اس محل کے دروازے پر پتھر کے دو بڑے شیروں کے حصے نصب کئے گئے تھے لیکن آج اس شہر اور محل کا نشان بھی باقی نہیں ہے۔

اسپین کے فن تعمیر کا سب سے اہم نمونہ قصر الحمراء ہے جو شہر غرناطہ میں بنایا گیا۔ جب پورے اسپین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہو گئی اور جنوب مشرقی اسپین کے صرف ایک شہر غرناطہ میں ان کی حکومت رہ گئی تھی جہاں بنو امیر کے خاندان نے سب سے آخر میں طاعانی سو سال تک حکومت کی اور جس کا پہلا بادشاہ محمد الثالث تھا تو اس وقت اس شہر الحمراء کی بنیاد رکھی گئی۔ تیرھویں صدی کے درمیان سے اگلے دو سال تک اس محل میں ریادشاہ نے کچھ نہ کچھ اضافہ کیا اور اس کو دنیاؤ سے زیادہ حسین بنانے کی کوشش کی نتیجہ یہ دنیا کا سب سے خوبصورت محل بن گیا اور آج بھی یہ محل موجود ہے۔ جس طرح کہ خندستان میں تاج محل کو دیکھنے جاتے ہیں اس طرح آج تک اسپین میں مسلم اور مسلمان اس محل کو ضرور دیکھنے جاتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی خوبی وہ عمارتیں ہیں جو اس میں ہیں کہیں نظر نہیں آتی۔ اس کی دوسری خوبی چھتوں اور دیواروں کی عمارتیں جو جو میوزی کے طرز پر کی گئی ہے اور جس میں طرح طرح کے رنگ و پتھر

ہاتھی دانت کا استعمال کیا گیا ہے۔ تیسری خوبی وہ ٹائلس ہیں جن سے اس محل کے کمرے کے فرش بنائے گئے ہیں اور جن کے رنگ اور چمک چھ سات سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی باقی ہیں۔ اس کی محرابوں میں اسلامی فن تعمیر اور اسپین کا گو تھک (Gothic) طرز تعمیر اپنے انتہائی کمال کو پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔ اس محل کی خوبصورتی میں اس بات نے مزید اضافہ کر دیا ہے کہ یہ محسبز اور شاداب پینڈول کے درمیان ہے اور خود بھی ایک سپارڈی پر بنا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ درختوں، پھولوں اور پھولوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

۱۳۴۲ء میں جب عیسائیوں نے یہ آخری شہر بھی مسلمانوں سے چھین لیا تو چالیس نفرت ظاہر کرنے کے لئے اس کے در و دیوار کی خوبصورتی کو مٹانے کی کوشش کی گئی مگر اس کے باوجود اس محل کا زیادہ تر حصہ محفوظ رہ گیا۔

اسپین میں مسلمانوں کے وہ فنون بھی پہنچے جو شام اور عراق میں مسلمانوں کے درمیان ترقی پا رہے تھے اور جلد ہی اسپین میں بھی مسلمانوں کی سرپرستی میں ان فنون نے تیزی کے ساتھ ترقی کی۔

ان فنون میں لکڑی کے اوپر بنا ہوا آرٹ، دھاتوں کی نقاشی اور پارچہ بانی (کپڑا سازی) بھی تھی۔ اسی طرح مٹی کے اور چینی کے برتن بھی تھے۔ لوہے کے کام میں اکثر آرائش کی چیزیں بنائی جاتی تھیں جہ پر ابھرے ہوئے لوہے کے حروف میں عربی کی عبارتیں کندہ ہوتیں۔ خوبصورت بیل بوٹے اور پھول بھی بنائے جاتے تھے۔ اسی طرح تلواریں، نیزے، جنگی سامان نقاشی کے ساتھ بنایا جاتا۔ لوہے کی اس نقاشی میں طلحہ اور قرطبہ نے زیادہ شہرت حاصل کی۔ مٹی کے برتن اور ان پر چمکدار رنگوں سے پھول، بیل بوٹے اس کے علاوہ ان برتنوں پر خوبصورت رنگوں سے شکار کے مناظر اور ناچ گانے کے سین بھی بنائے جاتے تھے۔ اس فن کا

جنوری ۱۹۸۹ء

۴۴

بیلر کو **ہسپینیا (HISPANIA)** تھا۔ مٹی کے برتنوں کا بھی فن کچھ مدت کے بعد چینی مٹی کے برتنوں کے آرٹ میں تبدیل ہو گیا۔ گیارہویں صدی عیسوی کے بعد اسپین مسلمانوں کے ہاتھ لگے ہوئے چینی کے برتن یورپ میں اٹلی، فرانس اور ہالینڈ میں بھی پہنچ گئے اور ان کو دیکھ کر وہاں بھی چینی کے برتن سازی کا کام کہیں کہیں شروع ہو گیا۔ پندرہویں سولہویں صدی تک یورپ میں جو برتن بنائے جاتے تھے ان میں اپنی مسلمانوں کے اس فن کی نقالی صاف نظر آتی ہے۔

دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی میں اس فن میں مزید ترقی ہوئی اور چینی مٹی کے ٹائلز بنائے جانے لگے جن پر چمکتے ہوئے رنگوں سے عربی کی عبارتیں اور پھول بوٹے بنائے جاتے تھے۔ مسلم اسپین کے محلوں اور حویلیوں میں ان ٹائلز کا بہت زیادہ رواج تھا۔ دیواروں پر اور محلوں کے فرشوں پر بڑی خوبصورتی سے اس مسلم آرٹ کو استعمال کیا جاتا اور آج بھی ہسپین اور پرتگال میں عام طور پر یہ مسلم ورثہ پسند اور استعمال کیا جاتا ہے خاص طور پر ٹائلز کا استعمال الحمراء کے محل میں سب سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ نظر آتا ہے۔

کپڑے بننے کا فنکارانہ کام بھی اسپین میں مسلمانوں کے ساتھ ہی چورچ کیا تھا اور اس زمانے میں تمام دنیا میں پارچہ بانی کے میدان میں مسلم فنکاروں کو سب سے زیادہ شہرت حاصل تھی۔ اسپین کے شہر المیریا میں اس کا بڑا مرکز تھا۔ پھر دوسرے شہروں میں بھی اس کے کرگھے اور کارخانے وجود میں آ گئے۔

صرف المیریا میں تقریباً پانچ ہزار (لوس) کرگھے موجود تھے۔ ان کرگھوں میں باریک اور موٹے ہر قسم کے کپڑے تیار کئے جاتے تھے اور طرح طرح کے سچل، بیل بوٹے اور جوڑیکل نقوش ان میں بنائے جاتے تھے۔ اسپین کے مسلم کارخانوں کے بنائے ہوئے کپڑے یورپ کے مختلف ملکوں میں بہت پسند کئے جاتے تھے اور برتن سازی کی طرح

پارچہ بانی کا کام بھی یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا۔ جب فرانسہ اٹلی میں اس کام کی تجارتی اہمیت کو محسوس کیا گیا تو وہاں بھی اس کے کارخانے بارہویں صدی کے بعد بننے لگے۔ ابتدا میں ان کارخانوں میں مسلمان فن کاروں کو کام سکھانے کے لئے بلایا جاتا تھا جس طرح عراق کے شہر موصل کا کپڑا اٹلی میں موصلینہ کے نام سے مشہور تھا جس سے بعد میں لفظ (MUSLIN) مسلن بن گیا جسے انگریزی میں کپڑے کو کہتے ہیں۔ اٹکا طرح اسپین کے مسلم کارخانوں کے بنائے ہوئے قسم قسم کے کپڑے یورپ میں پہنچتے تھے اور مختلف نالوں سے پکارے جاتے تھے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اسپین میں قالین بانی کے کام نے اتنی ترقی نہیں کی تھی جتنی ایران میں کی تھی لیکن پہننے اداؤں کے کپڑوں کے فن میں مسلم اسپین کا مقام بہت بلند ہے۔ اسی طرح شیشہ سازی کا کام بھی مسلم اسپین میں کافی ترقی یافتہ تھا۔ لیکن یہ درست ہے کہ ملک شام کی طرح یہاں کے مسلمان شیشہ سازی کے فن میں اتنی محکمی کے ساتھ رنگ بھرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے جتنے دمشق کے فن کار کامیاب تھے۔

(باقی)

ملیشیا میں ۲۵ ملکوں کا نمائندہ سیمینار

## ”عالمی اسلامی کانڈر“

کے موضوع پر

از: محمد برہان الدین - دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

آج کل ہر قسم کے وسائل و اسباب کی فراوانی کی وجہ سے پوری دنیا گویا ایک مکالمہ کا حصہ بن گئی ہے کہ ایک حصہ کی خبر ان کی آن میں تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے اگرچہ اس صورت کی افادیت و خوبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن بعض اوقات یہی خوبی انتشار و اختلاف کی برائی پھیلانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اس پہلو کا سب سے زیادہ تکلیف دہ منظر۔ نئے چاند کی خبر ریڈیو وغیرہ پر نشر ہونے سے اس وقت سامنے آتا ہے جب کہ ایک ہی شہر میں کئی کئی عیدیاں منائی جاتی ہیں۔ اس بد نما اور مضحکہ خیز حالت سے بچنے کے لیے مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف تجاویز و تدابیر سامنے لائی جاتی ہیں۔ پھر جو حلقہ جس تدبیر کو صحیح و موثر سمجھتا ہے اسے رو بہ عمل لانے کے لیے کوشش کرتا اور فطری طور پر دیگروں سے بھی اس کی تائید کا خواہاں ہوتا ہے جس پر نہ ملامت کی جاسکتی ہے نہ لازم دیا جاسکتا ہے۔ ہاں! یہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی تدبیر شرعی اصول یا صرح شریعت سے متصادم ہو تو علماء کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ اس کا تونسہ اور دلائل شریعہ کی مدد سے اس کی غلطی واضح کریں، کیونکہ جو رمضان کے

پارچہ بانی کا کام بھی پہلے ہی سے سیکھا۔ جب فرانسیسہ اٹلی میں اس کام کی تجارتی اہمیت کو محسوس کیا گیا تو وہاں بھی اس کے کارخانے بارہویں صدی کے بعد بننے لگے۔ ابتدا میں ان کارخانوں میں مسلمان فن کاروں کو کام سکھانے کے لئے بلایا جاتا تھا۔ جس طرح عراق کے شہر موصل کا کپڑا اٹلی میں موصولینہ کے نام سے مشہور تھا جس سے بعد میں لفظ (MUSLIN) مسلن بن گیا جیسا انگریزی میں کپڑے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح اسپین کے مسلم کارخانوں کے بنائے ہوئے قسم قسم کے کپڑے یورپ میں پہنچتے تھے اور مختلف نالوں سے پکارے جاتے تھے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اسپین میں تالین بانی کے کام نے اتنی ترقی نہیں کی تھی جتنی ایران میں کی تھی لیکن پہننے اور ملوٹنے کے کپڑوں کے فن میں مسلم اسپین کا مقام بہت بلند ہے۔ اسی طرح شیشہ سازی کا کام بھی مسلم اسپین میں کافی ترقی یافتہ تھا۔ لیکن یہ دھت ہے کہ ملک شام کی طرح یہاں کے مسلمان شیشہ سازی کے فن میں اتنی مہارت کے ساتھ رنگ بھرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے جتنے دمشق کے فن کار کامیاب تھے۔

(باقی)

میشیا میں ۲۵ ملکوں کا نمائندہ سیمینار

## ”عالمی اسلامی کانڈر“

کے موضوع پر

از: محمد برہان الدین - دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

آج کل ہر قسم کے وسائل و اسباب کی فراوانی کی وجہ سے پوری دنیا گویا ایک مکان صحن بن گئی ہے کہ ایک حصہ کی خبر آن کی آن میں تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے اگرچہ اس صورت کی افادیت و خوبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن بعض اوقات یہی خوبی انتشار و اختلاف کی برائی پھیلانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اس پہلو کا سب سے زیادہ تکلیف دہ منظر۔ نئے چاند کی خبر ریڈیو وغیرہ پر نشر ہونے سے اس وقت سامنے آتا ہے جب کہ ایک ہی شہر میں کئی کئی عیدیں منائی جاتی ہیں۔ اس بد نما اور مضحکہ خیز حالت سے بچنے کے لیے مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف تجاویز و تدابیر سامنے لائی جاتی ہیں۔ پھر جو حلقہ جس تدبیر کو صحیح و موثر سمجھتا ہے اسے رو بہ عمل لانے کے لیے کوشش کرتا اور فطری طور پر دھڑلے سے بھی اس کی تائید کا خواہاں ہوتا ہے، جس پر نہ ملامت کی جاسکتی ہے نہ التزام دیا جاسکتا ہے۔ ہاں! یہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی تدبیر شرعی اصول یا روح شریعت سے متصادم ہو تو علماء کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ اس کا تونس میں اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس... کی غلطی واضح کریں، کیونکہ جو رمضان کے

روزوں اور ذی الحجہ کی قربانی کی عید، کبھی عبادت ہے، صرف تہوار نہیں ہے۔  
اس سلسلہ میں جن باشعور ذی علم اور

## سیمینار کی اصل غرض

دیندار لوگوں نے، اپنے اپنے دائرہ عمل و علم کے مطابق، تدابیر سوچیں بلکہ دریافت کیں، پھر وہ انہیں بروئے کار لانے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں، ان میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر محمد الیاس صاحب رپروفیسر ملیشیا سائنس یونیورسٹی) کا ہے جو فلکیاتی علوم (ASTRONOMICAL) کے ممتاز ماہر ہونے کے ساتھ دینی مزاج کے حامل اور طبع سلیم کے بھی وارث ہیں، موصوف نے اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کر کے نئے چاند کی رویت کے امکان کا ایک طویل المیعاد چارٹ تیار کیا ہے اور اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی انگریزی میں

زبان میں بنام "A MODRENGUIDE TO ASTRONOMICALCALCULATION OF ISLAMIC CALENDAR" لکھی ہے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ کر لینے کے لیے

شاید تنہا یہ بات کافی ہو کہ اس پر دیگر ماہرین فن کے ساتھ "گمرین دیچ" رسالہ کے نائب ایڈیٹر نے بھی بہترین رائے ظاہر کی ہے۔ کتاب میں ایک ایسا چارٹ بھی ہے کہ جس سے ساری دنیا میں ۳۱ سال تک کے ہر نئے چاند کا امکانی وقت اور

تاریخ دریافت کرنا آسان ہو جائے۔ موصوف نے صرف علمی اکتشاف پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے عملی شکل دینے اور چارٹ کی افادیت سے روشناس کرانے کے لیے ایک وسیع تعارفی پروگرام بھی بنایا ہے، اس میں دنیا کے مختلف حصوں میں پہلے

علاقائی سطح پر سیمینار (REGIONAL SEMINAR) منعقد کرنا پھر عالمی پیمانہ پر ایک بہت بڑے سیمینار کا انعقاد شامل ہے، اسی سلسلہ کا پہلا علاقائی سیمینار

(REGIONAL SEMINAR ON INTERNATIONAL ISLAMIC

CALENDAR) - ملیشیا کے مشہور شہر پنیانگ (PENANG) میں سائنس یونیورسٹی